AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 163-176
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

عہدِ نبوی ﷺ میں اشاعتِ اسلام کے مراکز۔ایک مطالعہ

Centers for Propagation of Islam during the Prophet's Era: An Appraisal

Anwar Ali [1] & Muhammad Atif Aslam Rao [2]
[1] SST, GHSS, Topi, Swabi, Pakistan
[2] Research Associate, Department of Islamic History & Civilization, Academy of Islamic Studies, University of Malaya, Malaysia

ARTICLE INFO

Article History:
Received 09 July 2019
Revised 22 April 2020
Accepted 30 June 2020
Online 30 June 2020

DOI:

***Keywords**:*
Humanity, Arabian Territory, Revolution, Islamic Centers.

ABSTRACT

The Prophet (peace be upon him) was sent as a prophet for humanity as he addressed all the human beings in his very first speech at Safa Mountain. This whole revolution took place in only 23 years. There were a lot of Islamic centers that helped expansion of Islam all over the Arabian territory. The Prophet (peace be upon him) was alone while preaching Islam at Makkah, gradually and continuously people came accepting Islam not only people of Makkah but also from different tribes and areas of Arabia. People from different Arabian tribes like Abuzar from Ghiffar, Tufail from Doos, Zammad from Azd, Asaad bin Zurara from Khazraj, came and accepted Islam and came back to their tribes as a preacher of Islam during the first thirteen years of Hazrat Muhammad's d'awah at Makkah . Similarly, after migration to Madina the main Islamic center was Masjid Nabwi where different delegations came for accepting Islam especially in 9 Hijri. This research paper is to explore the role of different Islamic centers in the development of Islam.

* Corresponding author's email: dratifrao@uok.edu.pk

تمہید

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پوری انسانیت کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے اور روزِ اول سے ہی آپ ﷺ کا خطاب تمام انسانوں سے تھا۔ اس کا ثبوت قرآن کریم کی مکی و مدنی دونوں ادوار میں نازل ہونے والی سُوَر و آیات میں موجود کم و بیش اٹھارہ جگہوں میں یَاَیُّہَا النَّاسُ[1] کے الفاظ کی صورت میں موجود ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب فاران کی چوٹی سے توحید کی صدا بلند کی تو اپنے پرائے مخالف ہو گئے اور محض چند افراد نے لبیک کہہ کر ساتھ نبھانے کے عہد و پیمان باندھے۔ لیکن محض تیئیس (23) برس میں اتنی بڑی تبدیلی آئی کہ میدانِ عرفات میں اسی صدا دینے والے کی آواز پر لبیک کہنے والے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار موجود تھے۔۔ امت کا عدم سے وجود میں آنے کا یہ سارا عمل تدریج اور تسلسل پر مشتمل ہے جس میں مکہ مکرمہ کا مجاہدے و مشقت سے بھرپور دَور اور ہجرت کے بعد کا مدینۃ النبی ﷺ کی فتوحات کا کُل زمانہ شامل ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ مکہ میں نبی کا انداز و مزاج ایک داعی کا تھا اور مدینہ طیبہ میں ایک حکمران کا تھا، جیسا کہ منٹگمری واٹ نے دو کتابیں[2] لکھ کر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، تعلیماتِ نبویہ سے ناآشنائی کا شاخسانہ ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے کارِ نبوت کا آغاز کیا اور رفتہ رفتہ جزیرہ نمائے عرب میں دعوتِ اسلام پہنچ گئی۔ بنیادی کردار مکان کے اعتبار سے مکہ مکرمہ کو حاصل تھا، جہاں دار ارقمؓ کی حیثیت مسلمانوں کے مرکز کی تھی۔ عرب میں قبائلی نظام رائج تھا اور کسی مقام کو مرکزی حیثیت ملنا بھی انہی قبائل کے مرہونِ منت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ تبلیغ کی غرض سے مختلف قبائل میں گئے جن میں سے بنی ثقیف، بنو عامر، بنو فرازہ، بنو غسّان، بنو کلب، بنو عذرہ، بنو حضارمہ وغیرہ شامل تھے[3] لیکن ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ ان کے علاوہ کئی قبائل سے لوگ آکر مسلمان ہوئے۔ ایسے مسلمان ہونے والے شخص کی حیثیت ایک داعی کی ہوتی، وہ اپنے قبیلہ میں جا کر اسلام کی دعوت دیتا اور یوں ایک مذہبی مرکز کی بنیاد رکھتا۔ جیسا کہ قبیلہ دوس کے سیدنا طفیل بن عمرو دوسیؓ کا اسلام لانے کے بعد اپنے قبیلہ کے نصف لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنا، قبیلہ غفار کے ابوذرؓ غفاری اور ان کے بھائی کا قبولِ اسلام کے بعد اپنے قبیلے کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، قبیلہ ازد کے ضماد بن ثعلبہؓ کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھنا اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرنا، نجران کے عیسائیوں کے وفد کا قبولِ اسلام اور اپنے علاقہ میں تبلیغ دین، قبیلہ خزرج کے اسعد بن زرارہؓ، عقبہ بن عامرؓ وغیرہ کا بیعت عقبہ اولیٰ میں قبولِ اسلام اور مدینہ طیبہ کے گھر گھر میں اسلام کی آواز کا پہنچانا وغیرہ۔ ان کے علاوہ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد مصعب بن عمیرؓ کا یثرب میں بحیثیت معلم جانا، اسعد بن زرارہؓ کے گھر کو مرکز بنا کر لوگوں کو دعوتِ اسلام پہنچانا اور آپؐ کی دعوت کا ہی ثمرہ تھا کہ قبیلہ بنی عبد الاشہل مسلمان ہو گیا۔ بعد ازاں قبا میں نبی کریم ﷺ نے قیام فرمایا اور مسلمانوں کے معاشرتی و مذہبی مرکز کے لیے مسجد تعمیر فرمائی۔ بالآخر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کو مذہبی اور معاشرتی مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ جہاں سے پھر سرکاری سطح پر مختلف علاقوں میں دعوتِ دین پہنچانے اور پھر مناسب مقامات پر مراکز کے قیام کے فیصلے ہوتے۔ اسی طرح مختلف قبائل اور علاقوں سے وفود آکر ٹھہرتے، اسلام قبول کرتے، قرآنی تعلیمات سے مزین ہوتے اور واپس جا کر اپنے علاقہ میں دعوتِ اسلام دیتے۔ زیرِ نظر مقالہ میں جزیرہ نمائے عرب کے مختلف علاقوں میں مذہبی و دینی مراکز کی نشاندہی اور مکی و مدنی دور میں اشاعتِ اسلام کا ارتقائی مطالعہ کیا جائے گا۔

اعلانِ نبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری اور لاڈلے نبی حضرت محمد ﷺ کو جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے مبعوث فرمایا۔ چونکہ آپ کو قیامت تک کے زمانے کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا،لہذا ضروری تھا کہ آ ﷺ پ کو دی گئی تعلیمات بھی کامل ہوں اور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق راہ نمائی سے بھرپور ہوں تاکہ ہر زمانے کے لوگوں کے لیے قابلِ اتباع نمونہ موجود ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[4]

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔"

غارِ حرا میں پیامِ ربانی سورۃ علق کی ابتدائی آیات کی صورت میں نازل ہوتا ہے اور آپ کو مرتبہ رسالت و نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ فترتِ وحی کا زمانہ گزرنے پر سورۃ المدثر نازل ہوتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ کو دعوتِ عام کا حکم ملتا ہے۔

"يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○"[5]

"اے کپڑے میں لپٹنے والے، اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے پروردگار کی تکبیر کہو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور گندگی سے کنارہ کرلو۔"

عالمی نبی ﷺ

قرآن کریم میں جابجا مکی و مدنی سورتوں میں تمام انسانوں کو خطاب ہے لہذا عالمی نبی ہونے کے ناطے پہلے دن سے ہی کوہِ صفا پر بھی آپ ﷺ کی صدا "يَا أَيّهَا النّاسُ" تھی:

"يَا أَيّهَا النّاسُ قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ تُفْلِحُوا "[6]

"اے لوگو کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کامیاب ہو جاؤ گے۔"

الف) مکی عہدِ نبوی ﷺ کے مکہ مکرمہ وبیرونِ مکہ کے معاشرتی و مذہبی مراکز

مکہ مکرمہ میں حالات تبلیغِ اسلام کے لیے ناسازگار تھے۔ کوئی ایسا مرکزِ دعوت و تبلیغ نہ تھا جہاں اطمینان، امن اور سکون کے ساتھ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ داعیانہ سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اس وقت ذاتِ نبی ﷺ ہی متحرک مرکزِ تبلیغ تھی۔ لیکن ان حالات میں جابجا کچھ تبلیغی مراکز سیرت و تاریخ کی کتب سے سامنے آتے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی روشنی نے کئی سینوں کو منور کیا۔ اسی طرح سے مکہ مکرمہ سے باہر مختلف قبائل میں اشاعتِ اسلام میں کردار اور ان کی مذہبی مرکز کے طور پر حیثیت مسلّم تھی۔ ذیل میں ان مکہ وبیرونِ مکہ کے معاشرتی و مذہبی مراکز کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1) دارِ صدیقِ اکبرؓ

حضرت ابو بکر صدیقؓ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ ایسے ہی امت میں سب سے پہلے مبلّغ ہونے اور آپ کے گھر کو نبی کریم ﷺ کے مکی دور کے اولین دینی مرکز ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اس کی ترتیب کچھ یوں تھی کہ آپ نے اپنے گھر کے صحن کو مسجد بنا رکھا تھا جہاں آپ تلاوتِ قرآن پاک رقت اور بلند آواز کے ساتھ کرتے تھے۔ قریش کے بچے، غلام اور عورتیں سن کر

کھڑے ہو جاتے اور یوں دینِ اسلام کا پیغام ان تک پہنچتا۔ امام بخاریؒ ان الفاظ میں اس کا ذکر صحیح بخاری میں کرتے ہیں:

"فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ، فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقْرَأُ القُرْآنَ، فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ المُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ القُرْآنَ"[7]

حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ سے کئی جلیل القدر حضرات، صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں شامل ہوئے۔ ان میں سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، سیدنا عثمان بن مظعون، سیدنا ارقم بن ابو الارقم، ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین الیٰ یوم القیامۃ شامل ہیں[8]

2) عکاظ، مجنہ، ذوالمجاز کے میلے اور حج کے موقع پر منیٰ

تین سال خفیہ[9] طور پر دعوت دینے کے بعد نبی کریم ﷺ کو جب کھلم کھلا دعوت دینے کا حکم ہوا تو اس کے بعد آپ کا معمول تھا کہ مکہ مکرمہ کے مشہور میلوں یعنی عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز اور حج کے موقع پر منیٰ کے مقامات پر تشریف لے جا کر عرب کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔[10] ان مواقع پر اکثر حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے ہمراہ ہوتے۔[11] ان مواقع و مواضع میں کئی خوش نصیب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ چنانچہ ابن سعدؒ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرو بن عبسہؓ نے عکاظ کے میلے میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور آپ ﷺ کی دعوت پر لبّیک کہتے ہوئے اسلام قبول کیا۔[12] ان کا تعلق قبیلہ بنو سُلیم سے تھا اور مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ ﷺ نے انہیں اپنے قبیلے میں تبلیغِ دین کے لیے واپس بھیج دیا۔[13] ان کے علاوہ کئی لوگ ان مواقع پر مسلمان ہوئے۔

3) دارِ فاطمہ بنت خطابؓ

سیدہ فاطمہ بنت خطابؓ، حضرت عمر فاروقؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ یہ اپنے بھائی سے قبل بمع شوہر سیدنا سعید بن زیدؓ کے مسلمان ہو چکی تھیں۔ ان کا گھر بھی ابتدائی مکی دور میں دعوت و تبلیغ کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت خباب بن الارتؓ ان کے معلم تھے جو ان کے گھر میں تعلیم دیا کرتے تھے۔[14] اور اس دینی مرکز کے فیض یافتگان میں ایک بڑی اور اہم شخصیت سیدنا عمر بن خطابؓ ہیں جنہوں نے بہن کے گھر صحیفہ پر سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی دیکھی اور پڑھنے کے ساتھ ہی دل میں اُتر کر گھر کر گئی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

4) شعب ابی طالب

رحمتِ دوعالم ﷺ اور آپ کے جانثاروں پر مکہ مکرمہ میں عرصہ حیات تنگ کرنے کی ایک صورت یہ اختیار کی گئی کہ تمام قبائل نے متفقہ طور پر خاندانِ بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ کر کے تحریری شکل میں معاہدہ کعبہ شریف کے دروازے پر لٹکا دیا۔[15] چنانچہ ابوطالب اپنے خاندان سمیت اور حضور اکرم ﷺ اپنے اصحاب و خاندان سمیت شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔ لیکن قریش کا یہ حربہ دینِ محمدی ﷺ کو ختم نہ کر سکا اور آپ ﷺ حج کے ایام میں منیٰ جا کر مختلف قبائل میں اسلام کی دعوت دیتے اور باقی اوقات صحابہ کرامؓ کی اصلاح و تربیت میں

مصروف رہتے۔

5) دار ارقم بن ابی ارقمؓ

حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ مخزومی قریشی سابقین الاولین مسلمانوں میں سے تھے۔ابنِ اثیر کے مطابق بارہویں نمبر پر مسلمان ہوئے۔[16] ان کا مکان کوہِ صفا پر تھا جہاں رسول اللہ ﷺ اور ضعفاء صحابہؓ مقیم تھے اور یہ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے بطورِ مرکز مستعمل تھا۔[17] مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے لیے آئے دن نت نئی مشکلات اور پریشانیاں پیدا کی جاتیں۔مسلمان کھل کر نماز خانہ کعبہ میں نہ پڑھ سکتے تھے۔تعداد اور دنیاوی اسباب کے لحاظ سے صحابہ کرامؓ کی اکثریت کمزور تھی۔ان حالات میں مسلمانوں کو جائے پناہ اور تبلیغ و تعلیم کے لیے ایک مرکز کی اشد ضرورت تھی جو دار ارقم کی صورت میں ملا۔نبی کریم ﷺ اور ضعفاء صحابہؓ نہ صرف یہاں رہتے، بلکہ یہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت، تزکیہ و اصلاح اور تبلیغ و دعوت کا مرکز بن گیا۔اس مبارک مکان میں بہت سے لوگوں نے اسلام کا طوق اپنے گلے میں ڈالا اور ان خوش نصیبوں میں چالیسویں نمبر پر سیدنا عمر فاروقؓ تھے۔[18] اس دعوتی و مذہبی مرکز میں حضرت عمر بن خطابؓ کے علاوہ جن مبارک ہستیوں نے اسلام قبول کیا، ان میں ایاس بن ابی بکرؓ، عامر بن ابی بکرؓ، عاقل بن ابی بکرؓ، خالد بن ابی بکرؓ، مصعب بن عمیرؓ، عمار بن یاسرؓ، صہیب رومیؓ وغیرہ حضرات شامل تھے۔[19]

6) قبیلہ دوس

مکہ مکرمہ کے مغربی علاقہ میں ایک قبیلہ دوس کے نام سے آباد تھا۔اس کے سردار سیدنا طفیل دوسیؓ مشہور شاعر تھے۔اپنے کسی کام سے مکہ مکرمہ آئے اور قریش کے سرداروں سے ملاقات کی۔انہوں نے سیدنا طفیلؓ دوسی کو خبردار کیا کہ یہاں ایک جادوگر ہے، جس کا نام محمد (ﷺ) ہے، اس کی باتیں نہ سننا کیوں کہ وہ فوراً اثر کر جاتی ہیں، رشتہ داروں میں (نعوذ باللہ من ذلک) جدائی ڈالتا ہے، اس کے پاس نہایت سحر انگیز کلام ہے، اس لیے اس سے بچ کے رہنا۔چنانچہ سیدنا طفیلؓ کانوں میں روئی ٹھونس لی تا کہ انجانے میں بھی ان کی آواز کانوں میں نہ پڑے اور حرم شریف چلے گئے۔وہاں نبی کریم ﷺ نماز میں تلاوتِ قرآن پاک بآوازِ بلند فرمارہے تھے۔قرآن کریم کی آیات نبی اکرم ﷺ کی پرسوز آواز میں سنیں تو فوراً اسلام قبول کر لیا۔[20] واپس جاکر اپنے قبیلہ میں اسلام کی دعوت دینا شروع کی لیکن باپ، بیوی اور چند قریبی رشتہ داروں کے علاوہ کسی نے اسلام قبول نہ کیا جس پر سخت رنجیدہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَقِيلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ"[21]

"اے اللہ کے رسول! دوس قبیلہ نے میری بات نہیں مانی اور انکار کر دیا لہٰذا آپ ان کے لیے ہلاکت کے لیے بد دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا! یا اللہ قبیلہ ٔدوس کو ہدایت کے ساتھ لے آ"

رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد اپنے قبیلہ میں واپس آئے اور نہایت تندہی اور نرمی کے ساتھ دین کی تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔اس کے اثرات چند برسوں میں ظاہر ہوئے کہ ستر اسی گھرانے قبیلہ ٔدوس کے مسلمان ہو گئے۔

7) قبیلہ غفار

عرب کے قبیلہ کنانہ کی ایک شاخ بنو ضمرہ کی ذیلی شاخ بنو غفار تھی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ، جن کا اصل نام جندب بن جنادہ تھا، کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔ اس قبیلہ کے لوگوں کا مرکزِ اسلام سے وابستہ ہونا سیدنا ابوذرؓ ہی کا کارنامہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کے بعثت کے ابتدائی زمانہ میں حضرت ابوذرؓ کو خبر ملی کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص مدعیٔ نبوت ہیں لہٰذا تحقیق کے لیے اپنے بھائی اُنیس کو بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر معلومات دیں لیکن حضرت ابوذر غفاریؓ کو مکمل اطمینان نہ ہوا تو خود جاکر تحقیق کرنے کی ٹھان لی۔ سامانِ سفر باندھا اور مکہ مکرمہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي"[22]

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا اور وہیں ان کو دین کی تبلیغ کا حکم دیا۔ اور کھجوروں والی زمین یعنی یثرب کی طرف ہجرت کے بعد آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت ابوذرؓ کے اپنے قول کے مطابق بدر و احد و خندق کی جنگوں کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر خدمت ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت ابوذرؓ کی کوششوں سے ہجرتِ مدینہ سے قبل ان کا نصف قبیلہ اسلام قبول کر چکا تھا۔ یہاں تک کہ نماز باجماعت ہوتی جس کی امامت حضرت خُفاف بن ایماء غفاریؓ کراتے۔[23] ہجرتِ مدینہ کے بعد باقی لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ قبیلہ غفار کے قبولیتِ اسلام کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

"غفار غفر الله لها وأسلم سالمها الله"[24]

8) قبیلہ ازد

مکہ مکرمہ کے مغربی علاقہ میں ازد شنوءۃ نامی ایک قبیلہ آباد تھا۔ تین یا چار نبوی میں اس قبیلہ کے رکن اور بنو سعد کے سردار سیدنا ضماد بن ثعلبہؓ عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے،[25] جہاں رسول کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی جسے سن کر فوراً مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام کی بیعت کی اور پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کرنے لگے۔[26]

9) مرکزِ اسلام حبشہ

نبوت کے پانچویں سال نبی کریم ﷺ کی اجازت سے گیارہ افراد نے کفارِ مکہ کے مظالم سے تنگ آکر مکہ مکرمہ سے حبشہ ہجرت کر لی۔ وہاں ایک عادل بادشاہ نجاشی اصحمہ بن ابجرؓ کی حکومت تھی۔ اس گیارہ رکنی مظلومین کی جماعت کو حبشہ میں رہائش، طعام، لباس وغیرہ جیسی بدنی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ مذہبی آزادی بھی حاصل تھی۔ قریش نے ان مسلمانوں کو وہاں سے واپس لانے کے لیے ہر قسم کا حربہ استعمال کیا لیکن ناکام رہے۔ اس سے اگلے سال لگ بھگ سو افراد کا قافلۂ حق دین کے ہجرت کرنے والوں میں شامل ہوا۔ نجاشیؓ کے دربار میں مسلمانوں نے اپنے نبی کا تعارف کرایا اور ان پر نازل ہونے والی کتاب کی تلاوت کی جسے سن کر نجاشیؓ اور علماءِ نصاریٰ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ نجاشیؓ ایمان لے آئے اور مسلمانوں کو اپنے ملک نہایت عزت و احترام سے رکھا۔

مسلمانوں کے کئی خاندان حبشہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ عیسائی اکثریت کے اس ملک میں مسلمان نبی کریم ﷺ کے عالی اخلاق اور اعمال کے ساتھ زندگی گزارنے لگے جس سے کئی عیسائی مسلمان ہوئے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ مکی و مدنی دونوں زمانوں میں کئی

وفود نجاشیؓ کی اجازت سے سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حبشہ کے عیسائیوں کا وفد

قرآن کریم کی سورۃ القصص کی آیات 53 تا 55 میں بیس افراد پر مشتمل وفد کا تذکرہ ہے۔

"وَإِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ○ أُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؗ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ؗ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ○"[27]

"اور جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ: ہم اس پر ایمان لائے، یقیناً یہ بر حق کلام ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔ ہم تو اس سے پہلے بھی اسے مانتے تھے۔ ایسے لوگوں کو ان کا ثواب دہرا دیا جائے گا، کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا (۳۰) اور وہ نیکی سے برائی کا دفعیہ کرتے ہیں، (۳۱) اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے، اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں، اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ ہم تمہیں سلام کرتے ہیں، (۳۲) ہم نادان لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتے۔"

یہ حبشہ کے عیسائیوں کا وفد تھا[28] جو مکہ مکرمہ آیا اور مدعیٔ نبوت ﷺ کی معلومات کر کے ان کی خدمت میں حاضری دی اور چند سوالات کیے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے جوابات دیئے اور بعد میں انہیں اسلام کی دعوت دی۔ قرآن کریم کی آیات کی تلاوت فرمائی جسے سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ ابو جہل نے اس وقت اس وفد سے بد تمیزی کی اور انہیں برُا بھلا کہا جس کے جواب میں انہوں نے بحث کرنے کی بجائے صرف ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ﴾ کہا۔ ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو دل و جان سے تسلیم کیا اور واپس جا کر دینِ محمدی کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہو گئے۔

حبشہ سے دیگر وفود

اسی طرح نجاشی نے خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بارہ رکنی وفد بھیجا تھا جس میں سات رہبان اور پانچ قسیسین تھے۔ نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور قرآن کریم سن کر ان کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔[29] اس کے بعد بھی وفود آئے اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ ان میں سے ایک غزوہ احد کے وقت حاضرِ خدمت ہوا اور جہاد میں حصہ بھی لیا۔ جب کہ ایک گروہ حضرت جعفر طیارؓ کی ہجرت مدینہ کے موقع پر ان کے ہمراہ 70 افراد کی صورت میں حاضرِ خدمت ہوا اور اسلام کی بیعت حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ پر کی۔ یہ تمام حضرات دو کشتیوں میں سوار ہو کر آئے۔ ان میں سے ایک کشتی میں مرد حضرات سوار تھے براہِ راست خیبر میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان میں حضرت جعفرؓ اور حضرت موسیٰ اشعریؓ شامل تھے جب کہ دوسری کشتی میں سوار خواتین اور بچے مدینہ طیبہ پہنچے۔[30]

10) قبیلہ عبد القیس

مکی عہدِ نبوی میں مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں قبیلہ عبد القیس بھی شامل ہے۔ عبد القیس کے خاندان بنو عامر کے سردار

حضرت الاشجؓ نے ہجرت والے سال نبی اکرم ﷺ کی بعثت کی اطلاع پائی تو تحقیق احوال کے لیے عمرو بن قیسؓ کو بھیجا جو ان کا بھانجا تھا۔ مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی، قرآن کریم کی آیات سن کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ کچھ دن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کر کے واپس بحرین پہنچے۔ حضرت الاشجؓ کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہی حاصل ہوئی تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اپنے اسلام لانے کو انہوں نے پوشیدہ رکھتے ہوئے تبلیغِ دین کا کام سنبھالے رکھا اور کچھ ہی عرصہ میں اپنے قبیلے کے سترہ (17) افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اسلام کا اقرار کیا۔ کچھ دن قیام کر کے یہ لوگ واپس ہوئے اور اپنے قبیلہ میں تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بڑی تعداد مسلمان ہو گئی۔ انہوں نے اپنے علاقہ میں مسجد تعمیر کر لی اور باقاعدہ جمعہ اور صلوۃِ خمسہ ادا کی جانے لگیں۔ حضرت ابن عباسؓ کے بقول مسجد نبوی کے بعد یہ دوسری مسجد تھی جہاں جمعہ کی ادائیگی ہوتی تھی۔ اسی بات کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ:إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ القَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ البَحْرَيْنِ"[31]

نبی کریم ﷺ نے وفد عبد القیس میں سے عبد اللہ الاشج کے بارے میں پوچھا۔ وہ آگے بڑھے اور پھر وفد عبد القیس کے دس روزہ قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ سے فقہ اور قرآن کے بارے میں سوالات کرتے رہے۔ جس کا تذکرہ ابن سعد نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"وكان عبد الله الأشج يسائل رسول الله، صلى الله عليه وسلم، عن الفقه والقرآن"[32]

11) قبیلہ خزرج

یثرب کے قبیلہ خزرج کے سردار سیدنا اسعد بن زُرارہؓ اپنے ساتھی ذکوان بن عبد قیسؓ سمیت مکہ مکرمہ میں عتبہ بن ربیعہ کے ہاں جانے کا قصد کر کے گئے۔ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر ملی تو ان سے ملنے چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ دونوں حضرات نے اسلام قبول کیا اور عتبہ سے ملے بغیر یثرب لوٹ گئے۔ مدینہ طیبہ کے اولین مسلمان یہ حضرات تھے۔[33]

حضرت اسعد بن زرارہؓ نے مدینہ منورہ آکر دین اسلام کی طرف دعوت دینا شروع کی اور بہت سے افراد کو نبی کریم ﷺ کی طرف مائل کیا۔ اس کا اندازہ نبوت کے بارہویں اور تیرہویں سال یثرب سے مکہ مکرمہ آکر بیعت کرنے والوں کی تعداد سے کیا جا سکتا ہے۔ جس میں اگلے سال بارہ افراد آکر نبی کریم ﷺ سے بیعت ہو کر اسلام کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں اور اپنے ساتھ تعلیم و تربیت کے لیے نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابی سیدنا مُصعب بن عمیرؓ کو بھی لے جاتے ہیں۔ تا کہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم اور اسلام کا پیغام پہنچائیں۔[34] چنانچہ مدینہ منورہ جاکر حضرت مصعبؓ جس مکان میں تبلیغ و تعلیم کے لیے قیام پذیر ہوتے ہیں وہ مدینہ منورہ کے شمال میں کچھ فاصلے پر ایک علاقہ نقیع الخضمات میں سیدنا اسعد بن زرارہؓ کا ذاتی مکان تھا جو انہوں نے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے وقف کیا تھا۔ اسی طرح اسی علاقہ میں سیدنا اسعدؓ نے مدینہ طیبہ کا پہلا جمعہ بھی منعقد کرایا تھا، جس میں چالیس افراد نے شرکت کی تھی۔[35]

ب) عہد نبوی میں مدینہ منورہ اور بیرونِ مدینہ کے مذہبی و معاشرتی مراکز

ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد کا دور مدنی دور کہلاتا ہے جس میں بنیادی اور مرکزی حیثیت مسجد نبوی ﷺ کو حاصل تھی لیکن اس کے علاوہ مختلف علاقوں اور قبائل میں بھی اشاعت اسلام کے حوالے سے محنت جاری رہی۔ ان کو ہم اسلام کی اشاعت کے حوالے سے مذہبی و معاشرتی مراکز قرار دے سکتے ہیں۔ ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

1) مسجد قباء

12 ربیع الاول کو نبی کریم ﷺ قباء پہنچے اور یہاں پر چودہ دن بنی عمرو بن عوف میں راجح قول کے مطابق کلثوم بن الہدمؓ کے مکان میں قیام فرمایا۔[36] اس دوران بنی عمرو بن عوف میں پیر تا جمعرات قیام فرمایا اور مسجدِ قباء کی بنیاد رکھی [37] جو بعد از بعثت روئے زمین پر پہلی مسجد ہے اور اس کی تعریف قرآن کریم میں بھی مسجد تقویٰ کے الفاظ سے آئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ "[38]

"اے پیغمبر) البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔"

بطن وادی میں موجود بنی سالم کی مسجد میں آپ ﷺ کی اقتداء میں سو(100) اہلِ یثرب شریکِ جماعت ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی عہدِ نبوت کا یہ پہلا جمعہ تھا۔

2) مسجد نبوی

سرکارِ دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد سات ماہ[39] تک سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کے دو منزلہ مکان کی نچلی منزل میں قیام فرمایا۔[40] جب کہ ابو ایوب انصاریؓ اپنے خاندان سمیت اوپر والی منزل میں قیام پذیر تھے۔[41] مدینہ طیبہ میں پہلا کام مسجدِ نبوی ﷺ کا قیام تھا۔[42] ساتھ ہی ساتھ صفہ کے چبوترے پر تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔ مسجد نبوی ﷺ صرف نماز باجماعت کے لیے استعمال نہ ہوتی تھی بلکہ بیرونی وفود کو ٹھہرانے، مریضوں کے لیے مَتشفٰی، جہادی سرگرمیوں کے لیے، تبلیغی وفود کی روانگی، سربراہِ ریاست کے سامنے اپنے مسائل پیش کرنے، اہم امور میں مشاورت کرنے، مختلف معاملات کے فیصلوں، وغیرہ تمام کام کے لیے مختص تھی گویا مسجد نبوی ﷺ مدنی دور کا ایک معاشرتی و مذہبی مرکز تھا۔

3) قبیلہ باہلہ

مدنی عہد میں قبیلہ باہلہ کے فرد سیدنا ابو امامہ صدی بن عجلانؓ [43] باہلی نے اسلام قبول کیا۔ ضروریاتِ دین کی تعلیم کے بعد نبی اکرم ﷺ نے انہیں بحیثیتِ مبلغ اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور دینِ اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا لیکن قوم نے انکار کر دیا۔ قوم کے نہ ماننے کے باوجود دین کی دعوت نرمی اور استقامت کے ساتھ دیتے رہے اور ان کی سختیوں کو برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پوری کی پوری نے اسلام قبول کر لیا۔[44] اس کے بعد عمر بھر دعوتِ دین کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔

4) بنی حنیفہ

6ھ میں قرطاء کی جانب حضرت محمد بن مسلمہؓ کی سرکردگی میں روانہ ہونے والے لشکر کو کامیابی اور بہت سامالِ غنیمت حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو بھی گرفتار کرکے لے آئے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کرکے لائے گئے تو آپ ﷺ نے انہیں مسجدِ نبوی کے ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔ تین دن بعد مسلمان ہوئے۔[45] مسلمان ہونے کے بعد مکہ مکرمہ عمرہ کرنے گئے۔ قریش کے ساتھ گفتگو میں اپنے اسلام لانے کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ اب تمہیں یمامہ کی طرف سے ایک دانہ اناج کا بھی نہ ملے گا یہاں تک کہ مجھے رسول اللہ ﷺ حکم نہ فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور یمامہ پہنچ کر غلے کی ترسیل مکہ مکرمہ کو روک دی۔ جب مکہ مکرمہ میں غلے کی قلت ہونے لگی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو لکھا کہ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور یہاں آپ کے قبیلہ کے لوگ فاقوں کا شکار ہو رہے ہیں لہٰذا ثمامہ بن اثالؓ کو حکم دیجیے کہ مکہ مکرمہ کو غلے کی ترسیل جاری کردے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بعد سیدنا ثمامہؓ نے غلہ بھیجنا شروع کر دیا۔[46] اپنی قوم کو دینِ اسلام کی دعوت دی اور پوری قوم مسلمان ہو گئی۔ مسیلمہ کذاب کا فتنہ جب سر اُٹھا رہا تھا تو انہوں نے لوگوں کو اس فتنے سے خبردار کیا، ان کی نصیحت سے اہلِ یمامہ کے تین ہزار افراد مسیلمہ کذاب کا ساتھ چھوڑ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔[47]

5) بنو سعد بن بکر

قبیلہ بنو سعد بن بکر نے حضرت ضمامؓ بن ثعلبہ کو اپنا نمائندہ بنا کر سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت بھیجا تاکہ دینِ اسلام کے بارے میں معلومات کر کے آئیں۔ چنانچہ سیدنا ضمامؓ تحقیقِ احوال کے لیے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے متعلق معلومات لے کر جب مطمئن ہوئے تو وہیں کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئے۔ اس کے ساتھ یہ عہد بھی کیا جو آپ ﷺ سے سنا، ان فرائض کو ادا کروں گا، نواہی سے پرہیز کروں گا اور ان باتوں میں نہ کمی کروں گا اور نہ زیادتی کروں گا۔[48] یہاں سے رخصت ہوئے اور اپنی قوم میں پہنچ کر انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ابن عباسؓ کے مطابق شام سے پہلے پوری قوم مسلمان ہو گئی۔

"فو الله مَا أَمْسَى مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ فِي حَاضِرِهِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَّا مُسْلِمًا"[49]

"پس اللہ کی قسم، شام ہونے سے پہلے ہی اس قبیلے کا ہر مرد و عورت اسلام قبول کر چکا تھا۔"

6) وفد بنو تمیم

وفدِ بنو تمیم بڑے بڑے سرداروں سمیت ہجرت کے نویں سال مدینہ منورہ پہنچا۔ وفد ستر یا اسی افراد پر مشتمل تھا۔ مدینہ طیبہ میں ایک عرصہ تک مقیم رہ کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں تحائف و انعامات سے نواز کر رخصت فرمایا۔ ابن ہشام درج ذیل الفاظ سے واقعہ کے اختتام میں لکھتے ہیں:

"فَلَمَّا فَرَغَ الْقَوْمُ أَسْلَمُوا، وَجَوَّزَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَحْسَنَ جَوَائِزَهُمْ"[50]

"(خطابت، شاعری وغیرہ سے) جب قوم فارغ ہوئی تو اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین انعامات سے نوازا۔"

خلاصہ بحث

رحمت عالم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکی و مدنی ادوار ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ مکی دور آغاز اور مدنی دور اس کا تتمہ ہے یعنی دونوں ادوار ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ ﷺ دین اور دنیا کی بے شمار صلاحیتوں سے متّصف تھے۔خاتم الانبیاء ہونے کے ناطے زندگی کے ہر پہلو سے آنے والوں کے لیے نمونہ چھوڑ کر گئے۔اسی لیے چاہے حالات مکی دور میں تبلیغ اسلام کے لیے ناموافق ہوں یا پھر مدینہ طیبہ میں سازگار ہوں، ہر دو قسم کی کیفیات میں آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہی قابلِ اتباع ہے۔ثابت ہوا کہ مکی و مدنی ادوار آپ ﷺ کی نبوی زندگی کا تسلسل اور ارتقاء ہے۔علاوہ ازیں مختلف علاقوں اور قبائل میں دینی، دعوتی، تعلیمی، اصلاحی اور معاشرتی مراکز جزیرہ نمائے عرب میں مکہ مکرمہ کے چاروں طرف بنتے رہے اور اسلام کی اشاعت کے لیے اسباب و ذرائع بنتے چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آنے والے وفود اکثر و بیشتر قبائلی سرداروں پر مشتمل ہوتے ، اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ انہیں ہی داعی بنا کر اپنے قبیلہ کی طرف بھیجتے اور یوں وہ قبیلہ بھی مرکزِ اسلام بن کر دین کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کرتا۔ صرف 23 برس کے مختصر عرصہ میں مکہ مکرمہ سے اٹھنے والی توحید کی صدا جزیرہ نمائے عرب میں پہنچ چکی تھی۔فردِ واحد نے صدا لگائی، مکہ مکرمہ میں افراد جڑے، اطراف و اکناف میں لوگ مائل ہوئے، قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، دینی و دعوتی مرکز بنے، اور یوں میر کارواں سیدنا و مولٰنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کا کارواں بن گیا۔

حواشی وحوالہ جات

[1] مکی سورتوں میں درج ذیل جگہوں پر یہ الفاظ آئے ہیں:۔7: 158، 10: 23، 10: 57، 10: 104، 10: 31،108: 33،35: 3، 35: 5۔جب کہ مدنی سورتوں میں یہ الفاظ ذیل میں دیئے گئے مقامات پر آئے ہیں:2: 21، 2: 168،4: 1،4: 170، 4: 174،22: 1،22: 5، 22: 49، 22: 73،49: 13

[2] Muhammad at Mecca & Muhammad at Medina by William Montgomery Watt(1909-2008CE)

[3] ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص419 تا427۔

[4] القرآن الکریم 33: 21۔

[5] القرآن الکریم 74: 1۔5۔

[6] محمد بن اسحاق، سیرۃ ابن اِسحاق (کتاب السیر والمغازی)، (بیروت: دار الفکر)، س1398ھ/1978ء، ج1، ص231۔

[7] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، (بیروت: دار طوق النجاۃ)، س1422ھ، کتاب الکفالة، بَابُ جِوَارِ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ، رقم الحدیث 2298۔

[8] محمد بن اسحاق، سیرۃ ابن اِسحاق، ج1، ص45۔

[9] علی بن ابراہیم بن احمد، السیرۃ الحلبیۃ= انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ) س1427ھ، ج2، ص3۔

[10] ایضاً، ج2، ص3۔

[11] بیہقی، احمد بن الحسین، ابو بکر، دلائل النبوۃ ومعرفه احوال صاحب الشریعه، دار الکتب العلمیہ –بیروت، س1405ھ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ ،ذِكْرُ حَدِيثِ قُسِّ بْنِ سَاعِدَةَ الْإِيَادِيِّ۔

[12] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، (بیروت: داراحیاء التراث العربی)، كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَابُ إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، رقم

الحدیث 294۔

13 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، (بیروت: دار صادر)، س1968ء، ج4، ص219۔

14 علی بن ابراہیم بن احمد، السیرۃ الحلبیہ، ج1، ص465۔

15 عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ)، س1375ھ/1955ء، ج1، ص350۔

16 علی بن الکرم، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ)، س1415ھ/1994ء، ج1، ص187۔

17 احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، (بیروت: دار الجیل)، س1412 - 1992، ج1، ص43۔

18 ایضاً، ج1، ص44۔

19 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، س1968ء، ج3، ص247۔388۔

20 ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص383۔

21 محمد بن إسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسير، باب الدعاء للمشركين بالهدى ليتألفهم، رقم الحدیث 2779۔

22 ایضاً، کتاب مناقب الأنصار، بَابُ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ الغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحدیث 3861۔

23 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج4، ص221۔

24 ایضاً، ج4، ص222۔

25 علی بن الکرم، اسد الغابہ، ج3، ص56۔

26 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج4، ص241۔

27 القرآن 28: 53۔55۔

28 محمد بن اسحاق، سیرۃ ابن إسحاق، ج1، ص218۔

29 ایضاً، ج1، ص219۔

30 ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص359۔

31 محمد بن إسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، ج1، ص304، کتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، رقم الحدیث 852۔

32 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج5، ص557۔

33 ایضاً، ج3، ص608۔

34 عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص434۔

35 ایضاً، ج1، ص435۔

36 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر دمشقی، السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير)، دار المعرفہ، بیروت-لبنان، س1395ھ، ج2، ص271۔

37 عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص494۔

38 القرآن 9:108۔

39 احمد بن محمد، المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، (مصر: المکتبہ التوفیقیہ، القاہرۃ)، ج1، ص187۔

40 عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص498۔

[41]احمد بن محمد،المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ،ج1،ص184۔

[42]عبد الملک بن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج1،ص496۔

[43]حاکم،محمد بن عبد اللہ،المستدرک علی الصحیحین،(بیروت:دار الکتب العلمیہ)،س1411ھ/1990ء،کتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم ، ذكر أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه، رقم الحديث 6704۔

[44]ایضاً،ج3،ص744۔

[45]الدارمی،محمد بن حبان،ابوحاتم،السيرة النبوية و اخبار الخلفاء،الکتب الثقافیہ،بیروت،ط۔سوم:1417ھ،ج1،ص268۔

[46]عبد الملک بن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج2،ص639۔

[47]محمد اسحاق،جدید سیرت النبیﷺ،ج2،ص287۔

[48]محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح،كتاب الإيمان، باب الزكاة من الإسلام ،رقم الحدیث46۔

[49]عبد الملک بن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج2،ص573۔

[50]ایضاً،ج2،ص567۔